شذرات

عربی زبان کی مثل مشہور ہے : موت العالم موت العالم ۔ یعنی عالم باعمل کی موت سارے جہان کی موت ہے ۔ اس ماہ کچھ حادثہ سندھ میں واقع ہوا کہ جید وقت عالم باعمل مولانا حماد اللہ ہالیجوی کا حقیقی جانشین محمود اسعد صاحب دو تاریخ شوال کو رحلت فرما گئے ۔ پھر کیا ہوا کہ رحلت کی یہ خبر پورے صوبہ سندھ میں پھیل گئی ۔ سندھ کے ہر اطراف سے مرحوم صاحبزادہ کے معتقد اور مرید ہالیجی پہنچ گئے کراچی سے بھی کئی نیک معتقدوں نے ہوائی سفر کے ذریعے سکھر اور پھر سکھر سے ٹیکسیوں میں بیٹھ کر صاحبزادہ کی نماز جنازہ میں شرکت کی اندازہ ہے کہ تیس چھتیس ہزار بندوں نے نماز جنازہ پڑھی اور حضرت مولانا حماد اللہ کے ایک خلیفہ جو باطنی علم میں شہرت کے ساتھ پورے پاکستان میں ظاہری علم کے اندر بھی یکتا مانے جاتے ہیں مولانا عبدالکریم صاحب بیرانی نے نماز جنازہ پڑھائی ۔ یہ بزرگ خود بھی شدید علیل تھے لیکن حسنِ عقیدت کا یہ عالم تھا کہ شدتِ علالت اور نقاہت کے باوجود ہالیجی پہنچ گئے ۔ صاحبزادہ محمود اسعد طالب علمی کے زمانے ہی سے اپنے والد بزرگوار کے سامنے روحانیت کی تعلیم بھی لیتے رہے ظاہری علم کا ... سندھ کے متبحر عالم مولانا مظہرالدین صاحب کے ہاں حاصل کیا تھا ۔ لیکن باطنی علم کا بیڑا اٹھاری ... میں لگ گئے مولانا حماد اللہ صاحب آخری عمر میں دعاء و تعویذ اور روحانی تلقین کا کام اپنے ... صاحبزادہ محمود اسعد صاحب سے لیتے رہتے تھے اس سے اندازہ ہوا کہ صاحبزادہ خلیفہ مجاز تھے ویسے حضرت صاحب نے کسی بھی اپنے مرید اور معتقد کے لئے یہ اعلان نہ کیا تھا وہ حضرت صاحب کے خلیفہ مجاز ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارہ سندھ کے کسرِ نفسی کا اثر تھا ورنہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جن کی میں نے خود تھانہ بھون میں زیارت کی تھی ان کا یہ دستور تھا کہ جب کسی کو خلافت روحانی ... تو درگاہ سے جتنے رسالے نکلتے تھے یا کتابیں چھپتی تھیں ان میں باقاعدہ اجازت کا اعلان ہوتا تھا خلیفہ مجاز کا نام اور پتہ لکھا ... ۔ یہ سادا نیت پر مدار معلوم ہوتا ہے ۔

اس سلسلہ میں مجھے اپنے ابتدائی استاد حضرت مولانا خوشی محمد صاحب تونیہ میر دخان ضلع لاڑکانہ کا قصہ میرے سامنے ہے۔ حضرت مولانا صاحب ۹۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں - میں نے دو تین ماہ پہلے میر دخان جا کر ان کی زیارت کی صاحب فراش تھے لیکن۔ لیکن ہوش و حواس اتنا سالم کہ آپ کے بارے کی ایک تحریر آئی پہلے تو مجھے فرمایا کہ میں لکھوں لیکن بعد میں فرمایا کہ آپ کو تکلیف نہیں دیتا۔ اور خود قلم اٹھا کر کئی مناسب سخنوں والی تحریر لکھ ڈالی۔ میں نے حضرت استاد سے کہا کہ مہربانی فرما کر آپ اپنی زندگی اور حالات کے سلسلہ میں سب کچھ بیان فرما دیں تاکہ میں لکھ لوں۔ حضرت مولانا صاحب چونکہ حضرت مولانا تاج محمود امروٹی صاحب کے بڑے معتقد اور مرید تھے فرمایا کہ مجھے اس میں تکبر کی بو آتی ہے اس لئے مجھے چھوڑ دیں، میں نے جواباً ذرا گستاخانہ انداز میں کہا کہ حضرت مولانا! آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی سوانح عمری اپنی تحریر سے لکھی ہے آپ ان سے ظاہری یا باطنی علم میں تو فوقیت نہیں رکھتے یہ سن کر حضرت استاد آبدیدہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی نیکیاں اتنی زیادہ ہیں کہ یہ ایک . . . . نیکیوں کے مقابلے میں معاف ہو جائے گی۔ اور اس حقیر کی اتنی نیکیاں نہیں ہیں۔ میں یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

سندھ میں دو قومیں ایسی بستی ہیں جو فقیر کہلاتی ہیں ایک تونیہ فقیر اور دوسری انڈھڑ فقیر، تونیہ سارے سندھ میں پھیلے ہوئے ہیں اور انڈھڑوں کی اکثریت سکھر ضلع میں رہے۔ ان دونوں کا تعلق غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی کی درگاہ سے ہے آج تک یہ ملتان عرس کے موقع پر جاتے ہیں اور سماع کرتے ہیں، جس کو سندھی زبان میں ممہہ کہا جاتا ہے۔

تونیہ فقیر دنیاوی کاروبار میں لگ گئے اور انگریزی دور میں ان میں سے بڑے بڑے افسر پیدا ہوئے لیکن انڈھڑ اپنی قدیم روایت دین سے وابستگی کو محفوظ رکھا۔ جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے تو پاکستان بننے سے پہلے کوئی بھی انڈھڑ قوم کا فرد انگریزی نہیں پڑھتا تھا - ان میں سے مولانا قمرالدین صاحب انڈھڑ گذرے ہیں جو استاد العلماء تھے وہ بھی اپنی قدیم روایت کو برقرار رکھتے تھے۔ انگریزی کی رنگی ہوئی ازار اور سیاہ پیرہن پہنتے تھے اور یہی انڈھڑوں کا قدیم لباس تھا۔ اور حضرت مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجوی کی اکثر تعلیم مولانا قمرالدین صاحب سے ہاں ہوئی۔ مولانا عبدالوہاب کلاچی، مولانا محدث بر محمد نورنگی مولانا دین محمد بھٹی والہ اور میرے استاد علامہ عبدالکریم کوراٹی صاحب اور دوسرے کئی جید علماء مولانا

قمرالدین انڈھڑ کے تلامذہ تھے۔

مولانا حماد اللہ صاحب کا روحانی تعلق حضرت مولانا تاج محمود امروٹی سے ہوا جو قادری، راشدی طریقت کے موحد بزرگ تھے۔ بس پھر انڈھڑ قوم میں انقلاب آیا۔ کچھ تو اپنے عقیدے پرستی پر قائم رہے اور کچھ ان کے مخالف رہے، پاکستان بننے کے بعد انڈھڑوں نے دنیا کی طرف بھی رُخ رکھا اور انگریزی بھی پڑھنے لگے۔ اور سرکاری ملازمت بھی اختیار کی۔ میرے خیال میں پہلا نوجوان جس نے بغاوت کی وہ حافظ ارشد انڈھڑ ہیں۔ جو اس وقت کلچر اور ثقافت سندھ کے ڈائریکٹر ہیں۔ ان سے پہلے مولوی عبدالواحد سندھی تھے جو جامعہ ملیہ میں تعلیم پائی، اور دہلی میں گوشیر انڈھڑوں کا ایک درویش گزرا ہے جہاں وہ مدفون ہے عام طور پر یہ روایت رہی ہے کہ دور دراز سے میت لاکر ان کے قبرستان میں دفنایا جاتا ہے۔ مولانا قمرالدین صاحب بھی بگوشیر قبرستان میں مدفون ہیں۔ مولانا حماد اللہ صاحب نے اس رسم کو توڑا۔ اور دوسری بدعتیں بھی ختم کیں۔ صاحبزادہ محمود اسعد صاحب مرحوم بھی اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بدعات ورسومات کے سخت مخالف تھے۔ مگر مجھے معذرت کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جہاں پیری و مریدی کا سلسلہ بطور رسم چلتا ہے وہاں آگے چل کر ایسے ہی بدعتیں دیکھنے میں آتی ہیں اور عقیدت میں جمود اور افراط نظر آتا ہے۔ جس سے ہمارے موّحد اپنے مخالفوں پر اعتراض کرتے ہیں۔

اس بڑے المیہ سانحہ پر ہم بہت ہی افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ اور صاحبزادہ صاحب کے جملہ فرزندوں خاص طور پر مولانا عبدالصمد صاحب کے ساتھ اس حزن وملال میں شریک غم ہیں۔ اس طرح اس درگاہ سے منسلک جملہ مریدین ومعتقدین سے بھی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین،